سپریم کورٹ رپورٹس (1998) SUPP. 3 ایس سی آر

راجا مال

بنام

ریاست تامل ناڈو اور دیگر

14 دسمبر 1998

[کے۔ٹی۔تھامس، ڈی۔پی۔وادھوا اور سید شاہ محمد قادری، جسٹسز]

احتیاطی نظربندی-حکومت کو نظربند کی طرف سے استدعا-اس طرح کی استدعا کو نمٹانے میں تاخیر-حراست، اگر غلط- ہاں-ہیڈکوارٹر میں متعلقہ وزیر کی غیر موجودگی تاخیر کا جواز پیش کرنے کے لئے کافی نہیں ہے-تاخیر کی مدت یا حد مواد نہیں ہے-تامل ناڈو شراب فروشوں، منشیات کے مجرموں، جنگل کے مجرموں، غنڈوں، غیر اخلاقی تجارت کے مجرموں اور کچی آبادیوں پر قبضہ کرنے والوں کی خطرناک سرگرمیوں کی روک تھام، 1982، دفعہ 3(1)-آئین ہند، آرٹیکل 22(5) اور 21۔

الفاظ اور جملے-"جتنی جلدی ممکن ہو" -اس کا مطلب-آئین ہند کے آرٹیکل 22(5) کے تناظر میں۔

اپیل گذار کو تامل ناڈو میں شراب فروشوں، منشیات کے مجرموں، جنگلات کے مجرموں، غنڈوں، غیر اخلاقی تجارت کے مجرموں اور کچی آبادیوں پر قبضہ کرنے والوں کی خطرناک سرگرمیوں کی روک تھام کی دفعہ 3(1) کے تحت حراست میں رکھا گیا تھا۔ 13.1.1998 کو ان کے ذریعہ پیش کی گئی استدعا کو حکومت نے مسترد کر دیا تھا۔ انہوں نے عدالت عالیہ میں ہیبس بیجہ عرضی دائر کی تھی جس میں دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ ان کی حراست کو اس بنیاد پر چیلنج کیا گیا تھا کہ ان کی طرف سے پیش کی گئی استدعا پر غور کرنے میں تاخیر ہوئی ہے۔ عدالت عالیہ نے عرضی درخواست خارج کر دی۔ لہذا یہ اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے استدلال کیا گیا کہ اس کی استدعا مورخہ 13.1.1998 کو 5.2.1998 کو حکومت کے سیکرٹری تک پہنچی۔ متعلقہ وزیر نے 14.2.1998 کو اس استدعا کو مسترد کر دیا، اور تاخیر مذکورہ دو تاریخوں کے درمیان وقفہ ہے اور اس کا کوئی درست جواز نہیں تھا اور اس لیے حراست کو غلط سمجھا جانا چاہیے۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد 1.1 :۔ یہ حکومت کی آئینی ذمہ داری ہے کہ وہ بغیر کسی تاخیر کے قیدی کی طرف سے پیش کی گئی استدعا پر غور کرے۔ اگرچہ آئین کے آرٹیکل 22 کے تحت استدعا پر فیصلہ لینے کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں کی گئی ہے، لیکن آرٹیکل 22 کی شق (5) میں "جتنی جلدی ممکن ہو" کے الفاظ اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ استدعا پر غور کیا جانا چاہئے اور اسے جلد از جلد نمٹایا جانا چاہئے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اتھارٹی کسی بھی تاخیر کی وضاحت کرنے سے پہلے ہی روک دی گئی ہے جو استدعا کو نمٹانے میں واقع ہوگی۔ عدالت یقینی طور پر اس بات پر غور کر سکتی ہے کہ تاخیر جائز وجوہات کی بنا پر ہوئی تھی یا ناگزیر وجوہات کی بنا پر۔

[555-ای-ایف]

1.2۔ اگر استدعا پر غور کرنے میں کسی بے حسی یا کوتاہی کی وجہ سے تاخیر ہوئی ہے تو، اس طرح کی تاخیر قیدی کی مزید حراست پر منفی اثر ڈالے گی۔ دوسرے لفظوں میں، یہ متعلقہ اتھارٹی پر منحصر ہے کہ وہ استدعا کو نمٹانے میں تاخیر، اگر کوئی ہو، کی وضاحت کرے۔ یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ تاخیر بہت مختصر تھی۔ اس سے بھی زیادہ تاخیر کی وضاحت بھی کی جا سکتی ہے۔ لہٰذا امتحان تاخیر کی مدت یا حد نہیں ہے، بلکہ متعلقہ اتھارٹی کی طرف سے اس کی وضاحت کیسے کی جاتی ہے۔ [D-556]

1.3۔ موجودہ معاملے میں یہ استدعا 13.1.1998 کو قیدی کے ذریعہ بھیجی گئی تھی جو 5.2.1998 کو تامل ناڈو حکومت کے سکریٹری تک پہنچی تھی۔ مختلف حکام کے تبصرے موصول ہونے کے بعد حکومت نے متعلقہ فائل اگلے دن اس پر کارروائی کے لئے انڈر سکریٹری کے سامنے پیش کی۔ انڈر سیکرٹری نے اسے اگلے کام کاج کے دن پر ڈپٹی سیکرٹری کو بھیج دیا۔ اس کے بعد فائل وزیر کے سامنے پیش کی گئی جنہوں

نے اسے اس وقت وصول کیا جب وہ دورے پر تھے۔وزیر نے یہ حکم صرف 14.2.1998 کو جاری کیا۔ اگرچہ 9.2.1998 تک تاخیر کی وضاحت موجود ہے،لیکن اس کے بعد ہونے والی تاخیر کی کوئی وضاحت نہیں ہے۔صرف یہ کہنا کہ وزیر دورے پر ہیں اور اس لئے وہ 14.2.1998 کو ہی احکامات جاری کر سکتے ہیں،جب آئین کے آرٹیکل 21 کے تحت کسی شہری کی آزادی کی ضمانت شامل ہو تو یہ ایک جائز وضاحت نہیں ہے۔ہیڈکوارٹر میں وزیر کی غیر موجودگی تاخیر کا جواز پیش کرنے کے لئے کافی نہیں ہے کیونکہ شہری کے انتہائی اہم بنیادی حق سے متعلق معاملات میں فائل وزیر تک انتہائی فوری طور پر پہنچ سکتی تھی۔(556-ای-جی)

1.4۔ 9.2.1998 سے 14.2.98 تک کی تاخیر غیر واضح ہے اور اس طرح کی غیر واضح تاخیر نے قیدی کو مزید حراست میں رکھنے کو غیر موثر کیا ہے،اور اسے فوری طور آزاد کیا جانا چاہئے۔[557-ای]

محی الدین بنام ضلع مجسٹریٹ،بیڑ،(1987) 4 ایس سی سی 58۔راگھویندر سنگھ بنام سپرنٹنڈنٹ،(1986) 1 ایس سی سی 650۔رومانہ بیگم بنام ریاست اے۔پی۔،(1993) ضمنی 2 ایس سی سی 341۔ کندن بھائی دولہ بھائی شیخ بنام ضلع مجسٹریٹ،احمد آباد،(1996) 3 ایس سی سی 194: جے ٹی (1996) 2 ایس سی 532 اور کے۔ایم۔عبداللہ کنھی بنام یونین آف انڈیا،(1991) 1 ایس ڈبلیو سی 476،پر بھروسہ کیا اور

یو۔وجئے لکشمی بنام ریاست تامل ناڈو،اے آئی آر (1994) ایس سی 165 ممتاز۔

فوجداری اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 1289 آف 1998۔

مدراس عدالت عالیہ کے 17.4.98 کے فیصلے اور حکم سے ایچ۔سی۔پی۔نمبر 53 میں 1998۔

اپیل کنندہ کے لئے کے۔کے۔منی۔

جواب دہندگان کے لئے وی آر ریڈی اور وی جی پرگاسم۔

عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا:

تھامس، جسٹس۔اجازت دے دی گئی۔

تامل ناڈو میں شراب فروشوں، منشیات کے مجرموں، جنگلات کے مجرموں، غنڈوں، غیر اخلاقی تجارت کے مجرموں اور کچی آبادیوں پر قبضہ کرنے والوں کی خطرناک سرگرمیوں کی روک تھام کی دفعہ 3(1) کے تحت جاری حراستی حکم کے مطابق، ایک بتیس سالہ خاتون محترمہ راجمل کو" شراب فروش" قرار دیتے ہوئے حراست میں رکھا گیا ہے۔مذکورہ بالا حکم تامل ناڈو حکومت نے 18.12.1997 کو جاری کیا تھا اور وہ اب بھی حراست میں ہیں۔ 13.1.1998 کو ان کے ذریعہ پیش کی گئی ایک استدعا کو تامل ناڈو کی حکومت نے مسترد کر دیا تھا۔انہوں نے مدراس عدالت عالیہ کے سامنے ہبس بیجہ عرضی دائر کی جس میں حراست کے حکم کو بنیادی طور پر تین بنیادوں پر چیلنج کیا گیا تھا۔پہلا یہ کہ ان کی جانب سے جمع کرائی گئی استدعا پر غور کرنے میں تاخیر ہوئی۔دوسری بات یہ ہے کہ ان کے اہل خانہ کو حراست کی جگہ کے بارے میں نہیں بتایا گیا اور نہ ہی حراست کے بارے میں بتایا گیا۔تیسری بات یہ ہے کہ مشاورتی بورڈ کی رپورٹ سات دن کی قانونی مدت کے اندر پیش نہیں کی گئی جیسا کہ تامل ناڈو ایکٹ کی دفعہ 11 کے تحت غور کیا گیا ہے۔مدراس عدالت عالیہ کی ایک ڈویژن بینچ نے مذکورہ بالا تینوں دلیلوں کو مسترد کر دیا ہے اور ان کی عرضی خارج کر دی ہے۔لہٰذا یہ اپیل عدالت عالیہ کے فیصلے کو چیلنج کرتے ہوئے خصوصی اجازت کے ذریعے دائر کی گئی ہے۔

تاہم اپیل گذار کے وکیل نے اس چیلنج کو مذکورہ بالا پہلی بنیاد تک محدود کر دیا ہے، یعنی قیدی کی جانب سے جمع کرائی گئی استدعا پر غور کرنے میں تاخیر ہوئی۔حقیقت یہ ہے کہ حقیقت یہ ہے:

یہ استدعا انہوں نے 13.1.1998 کو بھیجی تھی جو مقررہ راستے سے گزرنے کے بعد 5.2.1998 کو تامل ناڈو حکومت (ممنوعہ اور ایکسائز ڈپارٹمنٹ) کے سکریٹری تک پہنچی۔متعلقہ وزیر نے 14.2.1998 کو استدعا کو مسترد کر دیا۔فاضل وکیل کے مطابق تاخیر مذکورہ دونوں تاریخوں کے درمیان وقفہ ہے اور اس کا کوئی معقول جواز نہیں ہے لہذا حراست کو خراب سمجھا جانا چاہئے۔محی الدین بنام ضلع مجسٹریٹ، بیڑ (1987) 4

ایس سی سی 58 میں اس عدالت کے فیصلے پر فاضل وکیل نے ریلائنس کو پیش کیا تھا۔

حکومت (روک تھام اور ایکسائز ڈپارٹمنٹ) کے سکریٹری آئی اے ایس شری آر پو ملنگم نے خصوصی اجازت عرضی میں اپیل کنندہ کی دلیلوں کے جواب میں حلف نامہ میں تاخیر کی وضاحت مندرجہ ذیل سطروں میں کرنے کی کوشش کی ہے:

انہوں نے کہا' یہ تبصرے متعلقہ فائلوں کے ساتھ 6.2.1998 کو متعلقہ محکمہ کے انڈر سکریٹری کے سامنے پیش کیے گئے تھے۔ 9.2.1998 کو انڈر سکریٹری نے اس فائل پر غور کیا کیونکہ ہفتہ اور اتوار کے پیش نظر 7.2.1998 اور 8.2.1998 کو تعطیلات تھیں اور 9.2.1998 کو ہی ڈپٹی سکریٹری کو بھیج دی گئیں۔ اس کے بعد ڈپٹی سکریٹری نے فائل پر غور کیا اور اسے منظوری کے لئے وزیر قانون کو بھیج دیا۔ 14.2.1998 کو وزیر قانون نے اس استدعا پر غور کیا اور اسے مسترد کر دیا کیونکہ وہ درمیان کی تاریخوں میں ہیڈ کوارٹر سے کیمپ پر تھے۔ اس طرح فائل کو کسی بھی سطح پر غیر ضروری طور پر نہیں روکا گیا تھا بلکہ فوری طور پر ایک سطح سے دوسری سطح پر منتقل کیا گیا تھا۔

فاضل وکیل کے مطابق اس بات کی کوئی وضاحت نہیں ہے کہ متعلقہ وزیر ہیڈ کوارٹر سے کیمپ سے دور تھے، خاص طور پر اس لیے کہ محسن الدین کے معاملے (سپرا) میں بھی اسی طرح کے موقف کو مسترد کیا گیا تھا۔ مذکورہ فیصلے میں دو ججوں کی بینچ نے اس وضاحت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ وزیر اعلیٰ ریاست کے بہت اہم معاملات میں مصروف تھے جس میں 28 اور 29 اکتوبر 1986 کو پونے اور 11 اور 12 نومبر 1986 کو اورنگ آباد میں دورے اور کابینہ کے دو اجلاس شامل تھے۔ فاضل ججوں نے مزید کہا کہ ریاستی حکومت کی جانب سے استدعا کو نمٹانے میں مکمل طور پر غیر واضح اور غیر ضروری طور پر طویل تاخیر کے پیش نظر اپیل کنندہ کی مزید حراست کو غیر قانونی قرار دیا جانا چاہئے اور اسے فوری طور پر رہا کیا جانا چاہئے۔

فاضل وکیل نے راگھویندر سنگھ بنام سپرنٹنڈنٹ، ڈسٹرکٹ جیل، کانپور، [1986] 1 ایس سی سی 650 کے معاملے میں اس عدالت کے پہلے دو ججوں کی بنچ کے فیصلے کا بھی حوالہ دیا، جس میں استدعا پر غور کرنے میں کچھ دنوں کی اسی طرح کی تاخیر سے حراست میں غیر موثر پڑا تھا۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جہاں تاخیر کو "مکمل طور پر غیر واضح" قرار دیا گیا تھا۔ رومانہ بیگم بنام ریاست آندھرا پردیش، [1993] ضمنی 2 ایس سی سی 341 کی سماعت میں اس عدالت کے تین ججوں کی بنچ نے استدعا پر غور کرنے میں تاخیر کو محض اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ استدعا چیف سکریٹری کو نہیں دی گئی تھی۔ یہ ایک ایسا معاملہ تھا جس میں گورنر کو استدعا بھیجی گئی تھی۔ لہٰذا یہ پایا گیا کہ غیر واضح اور غیر معقول تاخیر ہوئی تھی اور اس کے نتیجے میں حراست کو غیر موثر کر دیا گیا تھا۔ ہمیں اس عدالت کی طرف سے کدمان بھائی دولا بھائی شیخ بنام ضلع مجسٹریٹ، احمد آباد، جے ٹی (1996) 2 ایس سی 532 = [1996] 3 ایس سی سی 194 میں کئے گئے مندرجہ ذیل مشاہدات کی یاد آتی ہے:

"گزشتہ تین دہائیوں کے دوران اس عدالت کی جانب سے بار بار مذکورہ بالا قانون کے باوجود ریاستی حکومت اور اس کے افسران اپنے پرانے اور سست روی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور سکریٹریٹ میں دیگر تمام فائلوں کی طرح مختلف وجوہات کی بنا پر کام کر رہے ہیں جن میں دفتری طوالت، اپنی آزادی سے محروم شخص کی استدعا بھی شامل ہے۔ اسی انداز میں نمٹا جا رہا ہے۔ حکومت اور اس کے افسران سست روی کا مستقل رویہ برقرار رکھنے کی اپنی عادت کو ترک نہیں کریں گے۔ لہٰذا یہ عدالت اس شخص کی 'پروانگی اور آزادی' کو بحال کرنے کے لیے حراست کے حکم کو منسوخ کرنے میں بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرے گی، جس کی حراست کو حکومت خود خراب ہونے کی اجازت دیتی ہے کیونکہ اس کی استدعا کو جلد از جلد نمٹایا نہیں جا رہا ہے۔

یہ حکومت کی آئینی ذمہ داری ہے کہ وہ بغیر کسی تاخیر کے قیدی کی طرف سے پیش کی گئی استدعا پر غور کرے۔ اگرچہ آئین کے آرٹیکل 22 کے تحت استدعا پر فیصلہ لینے کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں کی گئی ہے لیکن آرٹیکل 22 کی شق (5) میں "جتنی جلدی ممکن ہو" کے الفاظ یہ پیغام دیتے ہیں کہ استدعا پر غور کیا جانا چاہئے اور اسے جلد از جلد نمٹایا جانا چاہئے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اتھارٹی کسی بھی تاخیر کی وضاحت کرنے سے گریز کرتی ہے جو استدعا کو نمٹانے میں واقع ہوتی۔ عدالت یقینی طور پر اس بات پر غور کر سکتی ہے کہ تاخیر جائز

وجوہات کی بنا پر ہوئی تھی یا ناگزیر وجوہات کی بنا پر۔ اس عدالت کی آئینی بنچ نے کے ایم، عبداللہ کنہی اور بی ایل عبدالقادر بنام یونین آف انڈیا اور دیگر، (1991) 1 ایس سی 476 کے معاملے میں اس موقف کو اچھی طرح بیان کیا ہے۔ بنچ کے مندرجہ ذیل مشاہدات یہاں فائدہ مند طریقے سے اخذ کیے جا سکتے ہیں:

یہ ایک آئینی مینڈیٹ ہے جس میں متعلقہ اتھارٹی کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ قیدی کی استدعا پر غور کرے اور جتنی جلدی ممکن ہو اسے نمٹائے۔

آرٹیکل 22 کی شق (5) میں "جتنی جلدی ممکن ہو" کے الفاظ آئین سازوں کی تشویش کی عکاسی کرتے ہیں کہ استدعا پر تیزی سے غور کیا جانا چاہئے اور بغیر کسی تاخیر کے فوری طور پر نمٹایا جانا چاہئے۔ تاہم، اس سلسلے میں کوئی اصول وجہ امتیاز نہیں ہو سکتا ہے. یہ ہر معاملے کے حقائق اور حالات پر منحصر ہے۔ آئین کے تحت یا متعلقہ حراستی قانون کے تحت کوئی مدت مقرر نہیں کی گئی ہے، جس کے اندر استدعا سے نمٹا جانا چاہئے۔ تاہم ضرورت اس بات کی ہے کہ استدعا پر غور کرنے میں لاپرواہی، سست روی یا بے حسی کا رویہ نہ ہو۔ استدعا کو نمٹانے میں کسی بھی طرح کی غیر واضح تاخیر آئینی تقاضوں کی خلاف ورزی ہوگی اور اس سے مسلسل نظر بندی ناقابل قبول اور غیر قانونی ہو جائے گی۔

لہٰذا اب صورتحال یہ ہے کہ اگر استدعا پر غور کرنے میں کسی بے حسی یا کوتاہی کی وجہ سے تاخیر ہوئی تو اس طرح کی تاخیر سے قیدی کی مزید حراست پر منفی اثر پڑے گا۔ دوسرے لفظوں میں، یہ متعلقہ اتھارٹی پر منحصر ہے کہ وہ استدعا کو نمٹانے میں تاخیر، اگر کوئی ہو، کی وضاحت کرے۔ یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ تاخیر بہت مختصر تھی۔ اس سے بھی زیادہ تاخیر کی وضاحت بھی کی جا سکتی ہے۔ لہٰذا ٹیسٹ تاخیر کی مدت یا حد نہیں ہے، بلکہ متعلقہ اتھارٹی کی طرف سے اس کی وضاحت کیسے کی جاتی ہے۔

اس معاملے میں جو ہوا وہ یہ تھا کہ مختلف حکام سے تبصرے حاصل کرنے والی حکومت نے متعلقہ فائلوں کو اگلے دن اس پر کارروائی کے لئے انڈر سکریٹری کے سامنے پیش کیا۔ انڈر سیکرٹری نے اسے اگلے ورکنگ ڈے پر ڈپٹی سیکرٹری کو بھیج دیا۔ اس طرح 9.2.1998 تک کی تاخیر کی کچھ وضاحت موجود ہے۔ اس کے

بعد فائل وزیر کے سامنے پیش کی گئی جنہوں نے اسے اس وقت وصول کیا جب وہ دورے پر تھے۔وزیر نے یہ حکم صرف 14.2.1998 کو جاری کیا۔اگرچہ 9.2.1998 تک تاخیر کی وضاحت موجود ہے، ہم اس کے بعد ہونے والی تاخیر کے بارے میں کوئی وضاحت تلاش کرنے سے قاصر ہیں۔صرف یہ کہنا کہ وزیر دورے پر ہیں اور اس لیے وہ صرف 14.2.1998 کو ہی احکامات جاری کر سکتے ہیں، کوئی معقول وضاحت نہیں ہے، جب آئین کے آرٹیکل 21 کے تحت ایک شہری کی آزادی شامل ہے۔ہیڈ کوارٹر میں وزیر کی غیر موجودگی تاخیر کا جواز پیش کرنے کے لئے کافی نہیں ہے، کیونکہ شہری کے انتہائی اہم بنیادی حق سے متعلق معاملات میں فائل وزیر تک انتہائی فوری طور پر پہنچائی جا سکتی ہے۔

ریاست تامل ناڈو کے سینئر وکیل جناب وی آر ریڈی نے مسز یو جئے لکشمی بنام ریاست تامل ناڈو اور دیگران، اے آئی آر (1994) ایس سی 165 کیس میں اس عدالت کے فیصلے کا حوالہ دیا نے دلیل دی کہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ استدعا پر غور کرنے میں 9.2.1998 سے 14.2.1998 تک کوئی تاخیر ہوئی تھی۔ اس معاملے میں بھی حراست ایکٹ کی دفعہ 3(1) کے تحت تھی۔قیدی نے حراست کے خلاف استدعا کی جو ریاستی حکومت کو موصول ہوئی تھی جس میں 23.6.1992 کو استدعا کو مسترد کرنے کی اطلاع دی گئی تھی۔قیدی کو 26.6.1992 کو مسترد کرنے کا حکم موصول ہوا۔یہ پیش کیا گیا تھا کہ استدعا سے نمٹنے میں غیر معمولی طویل تاخیر ہوئی تھی اور حراستی حکم کو منسوخ کرنے کا حق دار ہے۔اس عدالت نے نوٹ کیا کہ ریاستی حکومت کے ڈپٹی سکریٹری کے ذریعہ داخل جوابی حلف نامہ میں 18.5.1992 کو اس کی وصولی کے بعد استدعا سے نمٹنے کے طریقے کو تفصیل سے بیان کیا گیا تھا۔اس کے بعد عدالت نے مشاہدہ کیا:

'ہم نے ان مراحل کا جائزہ لیا ہے جن کے ذریعے استدعا پر مشتمل فائل کو فوری طور پر نمٹا گیا اور اس سے نمٹنے میں کوئی لاپرواہی یا کوتاہی نہیں تھی۔فائل کو غیر ضروری طور پر کسی بھی سطح پر نہیں رکھا گیا تھا بلکہ فوری طور پر ایک سطح سے سطح پر منتقل کیا گیا تھا۔لہٰذا ہم اس بات سے مطمئن ہیں کہ ڈپٹی سیکرٹری کی جانب سے اس سلسلے میں پیش کی گئی وضاحت قابل قبول ہے اور استدعا سے نمٹنے میں کسی قسم کی سمجھ بوجھ یا عجلت کی کمی کو ظاہر نہیں کرتی۔لہٰذا ہمیں پہلی دلیل میں کوئی صداقت نظر نہیں آتی۔

تاہم، موجودہ معاملے میں، اس بات کی کوئی وضاحت سامنے نہیں آئی ہے کہ 9.2.1998 سے 14.2.1998 تک متعلقہ وزیر کے ذریعہ استدعا سے کیوں نہیں نمٹا جاسکا۔

لہٰذا ہماری رائے ہے کہ 9.2.1998 سے 14.2.1998 تک کی تاخیر غیر واضح ہے اور اس طرح کی غیر واضح تاخیر نے قیدی کو مزید حراست میں رکھنے کو غیر موثر کرڈالا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مزید حراست کی منظوری لازمی طور پر نہیں دی جانی چاہئے۔ لہٰذا ہم اس اپیل کی منظوری دیتے ہیں اور اس فیصلے کو کالعدم قرار دیتے ہیں۔ ہم ہدایت دیتے ہی کہ اپیل کنندہ کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔

آر کے ایس

اپیل کی منظوری دی جاتی ہے۔

Meraj U Din Sofi
2024.10.09 17:19
I am the author of this document